شیخ حسن خالد مفتی جمہوریہ لبنان

ترجمہ : ع۔ ق۔ ہاشمی

بنکوں کا منافع ربٰوا ہے اور ربٰوا اسلام میں حرام ہے

مفتی لبنان کا ایک تازہ فتویٰ

آج ہی اتفاق سے ایک فتویٰ پر نظر پڑی جو سماحۃ الشیخ حسن خالد مفتی الجمہوریۃ اللبنانیہ نے ایک مستفتی کے جواب میں لکھا ہے۔ اور رسالہ الفکر الاسلامی بابت جمادی الثانیہ ۱۳۹۳ھ (جولائی ۱۹۷۳ء) میں شائع ہوا ہے۔ دل نے چاہا کہ آپ کو اس کا ترجمہ بھیج دوں۔ کہنے والے کہا کرتے ہیں کہ بنکوں کے سود کے حلال ہونے کا فتویٰ ممالک اسلامیہ میں دے دیا گیا ہے۔ حالانکہ مجھے اب تک کسی اسلامی ملک کے کسی ذمہ دار مفتی کا ایسا فتویٰ نہیں ملا ہے۔ ہر جگہ بنک کے سود کو حرام ہی قرار دیا گیا ہے۔ یہ ایک اور فتویٰ اس سلسلہ میں مل گیا پیش خدمت ہے :

سوال :- بہ گرامی خدمت سماحۃ الشیخ حسن خالد مفتی الجمہوریۃ اللبنانیۃ الموقر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ وبعد

بعض لوگ اپنی رقم بنکوں میں جمع کرا دیتے ہیں۔ اس جمع پر انہیں فیصد کے حساب منافع بھی حاصل ہوتا ہے۔ یہ منافع حرام ہے یا حلال ـــــ ؟ فتویٰ دیں۔ اعزکم اللہ۔

المستفتی۔ علی احمد سالم النخّالی

جواب :- الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ والتابعین۔ وبعد۔ بنکوں کا دیا ہوا منافع ہماری دانست میں ربٰوا ہے۔ اور ربٰوا اللہ تعالیٰ کی کتاب کریم میں اس کے صریح کلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ احادیث صحیحہ کے بموجب حرام ہے۔ اور ساری امت کا اس پر اجماع ہے، کہ ربٰوا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "اللہ نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے۔ اور ربٰوا کو حرام قرار دیا ہے۔"

اور فرمایا: "اے وہ لوگ جو ایمان لا چکے ہو۔ اللہ سے ڈرو اور جو باقی رہ گیا ہے ربٰوا میں سے، اگر تم ایمان والے ہو تو اسے چھوڑ دو۔ اب اس کے بعد بھی تم نے یہ نہیں کیا تو اللہ و رسول کی طرف سے جنگ کے لئے خبردار ہو جاؤ۔" (سورۃ البقرہ آیت ۔ ۲۷۵ ۔ ۲۷۸ ۔ ۲۷۹)

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت کی۔ (صحیح مسلم ۲/۲۷) اور لعنت صرف کسی بڑے شرعی گناہ کے ارتکاب ہی پر ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا احکام کی بنا پر کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں ہے۔ کہ بنکوں میں جمع کئے ہوئے کسی مال پر کوئی فائدہ یا منافع حاصل کرے کیونکہ یہ ربٰوا ہے۔ اور ربٰوا حرام ہے۔

دوسری طرف اسلام میں یہ بھی ایک اصول ہے کہ "ضرورت ممنوعات کو مباح کر دیتی ہے۔" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "بغیر بغاوت و عداوت کے اگر کوئی شخص مضطر ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں" (سورۃ البقرہ آیت ۱۷۳)

اسی لئے اس مضطر کیلئے جس کو بھوک پیاس سے جان جانے کا حقیقی خطرہ موجود ہو۔ یہ جائز ہے کہ اگر حرام غذا کے سوا کچھ اور نہ ملے تو اسی سے اپنی جان بچالے۔ اور حرام مشروب کے سوا کوئی اور مشروب میسر نہ آسکے تو حرام ہی سے اپنی پیاس بجھالے۔ لیکن لازم یہ ہے کہ بقدر ضرورت سے زیادہ استعمال میں نہ لائے۔ یہ صرف اسی کیلئے اور اسی خاص حالت میں مباح ہے۔ ورنہ یہ از روئے شریعت حقیقۃً حرام ہی ہے۔

ان اصول کا اطلاق بنک سے حاصل شدہ منافع پر بھی ممکن ہے۔ بنک سے جو منافع ملتا ہے بنک سے تو لے لیا جائے۔ مگر حلال مال سے بالکلیہ الگ رکھا جائے۔ دونوں کو ملنے نہ دیا جائے اگر کوئی ضرورت قاہرہ پیش ہی آجائے تو محض ضرورت کی حد تک اس سے فائدہ اٹھایا جائے، تاکہ دین اسلام نے جس حد تک اجازت دی ہے، اس سے تجاوز نہ ہو جائے۔

بہتر ہے کہ ایک فنڈ ضروریات کے نام سے قائم کر لیا جائے اور بنک سے حاصل شدہ منافع کو اسی میں جمع رکھا جائے۔ مسلمانوں کو انفرادی یا اجتماعی کوئی ضرورت شدید جب پیدا ہو جائے اور حلال ذریعہ سے اس کی تکمیل ممکن نہ رہے تو اس جمع شدہ سود والی رقم سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اس مال کو مال زکوٰۃ میں نہیں شمار کیا جائے گا۔

دستخط شیخ حسن خالد، مفتی
الجمہوریۃ اللبنانیہ